سوال و جواب

کمرشل انٹرسٹ کا مسئلہ

مارچ ۱۹۵۸ء کے ثقافت میں جناب سید یعقوب شاہ صاحب کا مقالہ شائع ہوا تھا جس میں کمرشل انٹرسٹ یا تجارتی سود کے بارے میں انہوں نے کچھ وضاحت چاہی تھی۔ اس کے جواب میں ایک مفصل مضمون "کمرشل انٹرسٹ کی دینی حیثیت" کے عنوان سے جولائی کے ثقافت میں شائع ہو چکا ہے۔ اب ایک مختصر سا مراسلہ جناب محمد اسلم صاحب صدر شعبۂ نفسیات کراچی یونیورسٹی کا اسی سلسلے میں شائع کر رہے ہیں۔ اگر جناب سید یعقوب شاہ صاحب یا اس مضمون سے دلچسپی رکھنے والے دیگر حضرات اس مراسلہ کا جواب لکھنا چاہیں تو ثقافت کے صفحات اس کے لئے حاضر ہیں۔

کمرشل انٹرسٹ یعنی تجارتی سود کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ مارچ کی اشاعت میں جناب یعقوب شاہ صاحب زیر بحث لائے ہیں۔

جو چار آیات قرآن شریف سے انہوں نے نقل کی ہیں، ان میں پہلی آیت سورۂ روم کی ہے:

و ما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ۔ — اور سود کی شکل میں تم اپنا جو مال بڑھانا چاہتے ہو عند اللہ وہ مال نہیں بڑھتا۔

اسی میں کمرشل انٹرسٹ کا ذکر ہے اور نرم الفاظ میں اس سے کراہت کا اظہار ہے۔

اس میں الربوا کا ذکر نہیں۔ یعنی کسی خاص معروف قسم کے سود کا جو اس زمانے میں رائج تھا۔ بلکہ عام قسم کے سود کا جس کی حقیقت:

الربوا فی اموال الناس

کے الفاظ سے ظاہر کر دی گئی ہے۔ کہ لوگوں کے اموال سے مل کر پیدا ہونے والی زیادتی۔ گویا دوسرے مالداروں کے اموال میں کچھ اپنا مال شامل کرنے سے جو زیادتی ملے اس کا ذکر ہے۔ کمپنیوں اور تجارتی انجمنوں کا ذکر اس سے زیادہ واضح اور کیا ہو سکتا ہے؟

من ربًا کا مطلب یہ ہے کہ خالص زیادتی کی غرض یا نیت سے، تجارت کی غرض سے نہیں جس میں نفع اور

نقصان دونوں مدِنظر ہوتے ہیں۔

آتیتم سے مراد ہے کہ اپنی مرضی سے ایسا کرے۔ کوئی مجبوری نہیں۔ جیسے بعض ملازمتوں میں شرط ہوتی ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ میں ضرور حصّہ لیا جائے۔ آگے پراویڈنٹ فنڈ کا انتظام کرنے والے اس سے سودی کاروبار کریں یا کوئی اور کاروبار ملازموں کے حصّے میں بہرحال ایک مقررہ زیادتی ڈالتے رہیں، یہ آتیتم سے باہر ہے اس قسم کے سود پر حکم تو سود کا ہی ہے۔ لیکن اس پر اس کراہت کا اطلاق نہ ہوگا، جس کا آیت میں ذکر ہے۔ کراہت کا حلِ موضوع وہ زیادتی ہے جو اسی نیت سے بغیر کسی اور مجبوری کے دوسرے مالداروں کے مال کے ساتھ اپنا مال ملا کر حاصل کی جائے۔

قرآن شریف کے دوسرے مقامات پر جس سود کا ذکر ہے کہ وہ محتاجوں اور غریبوں سے لیا جانے والا سود ہے، جس میں شرحِ سود عموماً ظالمانہ ہوتی ہے۔ لیکن اس سورہ روم والی آیت میں جس سود کا ذکر ہے وہ وہ سود ہے جو مالدار مالدار کو دیتا ہے یا مالدار مالدار سے لیتا ہے۔ اموال الناس میں اشارہ ہے کہ ہر کاروبار انجمنوں یعنی کمپنیوں کے ذریعہ کیا جائے۔ اور یہی زیر بحث ہے۔

بنکوں اور کمپنیوں کے سود کے مضرات باریک ہیں اور خاص ہمارے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں جرمنی میں اس قسم کے سود سے کراہت کا اظہار کرنے والے کئی مل جاتے ہیں۔ اور جگہ بھی ہیں ان کی آواز میں زیادہ جان نہیں ہے مشہور جرمن فلسفی کانٹ نے امنِ عالم کے متعلق ایک رسالہ لکھا تھا۔ اس میں امن کی ایک بنیاد یہ بتائی تھی کہ حکومتیں قرض نہ لیں۔ اس سے سودی قرض ہی مراد ہو سکتی ہے، سودی قرض سے ہی جنگوں کا سلسلہ لمبا ہوتا ہے، اور ایک نسل کا بوجھ آنے والی نسلوں پر پڑتا ہے۔ مضرات کا مسئلہ جدا ہے۔ جہاں تک قرآن شریف کے منشاء کا سوال ہے۔ اس سورہ روم والی آیت سے ظاہر ہے کہ سودی لین دین دو قسم کا، یعنی وہ جو غریبوں اور محتاجوں سے کیا جائے اور وہ جو مالداروں اور کمپنیوں سے کیا جائے ممنوع و مکروہ ہے۔

اسلام اور رواداری

مصنفہ رئیس احمد جعفری

قیمت حصّہ اوّل ۴/۷ روپے حصہ دوم ۸/۷ روپے

پتہ۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور

طابع و ناشر۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مطبوعہ۔ حمایت اسلام پریس لاہور مقام اشاعت۔ ۲۔ کلب روڈ لاہور